حضرات صحابہ کرام کے متعلق جمہور امت کے چند ضروری عقائد

تحریر

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دارالافتاء والارشاد، مردان

مکتبہ دارالتقویٰ، مردان

حضرات صحابہ کرام کے متعلق جمہور امت کے چند ضروری عقائد

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مجمع میں جو کچھ مقام ومرتبہ تھا، وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ خود حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحبت ومعیت کا یہ حال تھا کہ باہر سے آنے والے لوگ آپ کو حضور ﷺ کے گھرانے ہی کا ایک فرد خیال کرتے تھے۔ آپ شاید ایسے واحد صحابی ہے جن کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں اپنی امت کے لئے ان چیزوں کو پسند کرتا ہوں جن کو یہ پسند کرتا ہے۔ آپ نے ایک موقع پر جماعت صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے متعلق ایک ایسی بات ارشاد فرمائی جس سے ان کے صفات وامتیازات بھی واضح ہو جاتے ہیں اور دین میں ان کا مقام ومرتبہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ علامہ بغوی رحمہ اللہ آپ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

قال ابن مسعود: من كان مستنا فليستن بمن قد مات، أولئك أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، كانوا خير هذه الأمة، أبرها قلوبا، وأعمقها علما، وأقلها تكلفا، قوم اختارهم الله لصحبة نبيه صلى الله عليه وسلم، ونقل دينه، فتشبهوا بأخلاقهم وطرائقهم، فهم كانوا على الهدي المستقيم.[١]

---

[١] شرح السنة للبغوي، باب رد البدع والأهواء، ج١ص٢١٤.
وراجع ر أيضا جامع الأصول، ج١ص٢٩٢. وجمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد، ج١ص٣٠.

ترجمہ:"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:جو اتباع کرنا چاہتا ہے تو ان کی اتباع کرے جو وفات پاچکے ہیں، وہ لوگ محمد ﷺ کے صحابہ ہیں، وہ اس امت کے بہترین لوگ تھے، امت میں سب سے زیادہ نیک دل لوگ تھے، علم میں سب سے گہرے تھے، سب سے کم تکلف والے تھے، وہ ایسی قوم تھی جسے اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے چنا تھا، انہوں نے اس کے دین کو نقل کیا، لہذا ان کے اخلاق اور طریقوں کی پیروی کرو، کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله عز وجل نظر في قلوب العباد، فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلوب العباد، فاصطفاه لنفسه، وابتعثه برسالاته، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه صلى الله عليه وسلم يقاتلون عن دينه، فما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن، وما رآه المسلمون سيئا."[۱]

ترجمہ:"اللہ تعالی نے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی، تو محمد ﷺ کے دل کو بندوں کے دلوں میں سب سے بہتر پایا، تو اس کو اپنے لئے چنا، اور اس کو اپنے پیغامات کے ساتھ مبعوث کیا، پھر بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی محمد ﷺ کے دل کے بعد تو آپ ﷺ کے صحابہ کے دلوں کو بہتر پایا تو ان کو اپنے نبی کے وزیر بنادیئے، جو اس کے دین کے

علامہ ابونعیم وغیرہ نے اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بھی نقل فرمایا ہیں۔

[۱] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،باب في الإجماع،رقم۸۳۲،ج۱ص ۱۷۷.

لئے لڑتے ہیں، پس مسلمان جس کو اچھا سمجھے تو وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے، اور جس کو مسلمان برا سمجھے (وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔

صحابہ کرام کے اخلاق و کردار اور ان کی دینی و شرعی حیثیت و مقام معلوم کرنے کے لئے تنہا یہ دو ارشادات بھی سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو شخص ان حضرات کے حالات اور واقعات سے واقف ہو، اس پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہاں اس مقدس جماعت کے جو کچھ فضائل و شمائل گنوائے اور ان کا جو کچھ مقام و مرتبہ بیان فرمایا، وہ بالکل برحق اور واقع کے ایسے مطابق ہیں جس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں ہے، آخر کہنے والا خود اسی جماعت کا ایک روشن فرد فرید بلکہ سر فہرست علمی رہنما ہے، وہ کسی جماعت کے متعلق کیونکر بے جا تکلف اور مبالغہ آرائی کی جسارت کر سکتا ہے!

یہ بھی بالکل سچ اور درست فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تمام نوع انسانی میں سے ان خوش نصیب افراد کو اس علیم و خبیر ذات نے اپنے نہایت محبوب پیامبر ﷺ کی خدمت و صحبت اور اپنے پسندیدہ دین متین کی خدمت واشاعت کے لئے چنا ہے۔ اب ایسی جماعت اگر واقعی باکمال ثابت ہوتی ہے تو یہ چننے والے کی لیاقت و کمال کی دلیل ہے کہ کیسا حسن انتخاب فرمایا ہے! اور اگر جماعتی حیثیت سے یہ داغدار ثابت ہو جائیں اور ان میں کچھ بھی علمی واعتقادی کمزوری یا عملی خرابی متحقق ہو جاتی ہے تو یہ در حقیقت چننے والے کی کمزوری شمار ہو گی کہ اتنے اہم اور بھاری منصب کے لئے نااہل اور بے بہرہ افراد کا انتخاب فرمایا جو کسی درجے میں اس عظیم منصب پر فائز ہونے کے مستحق نہ تھے۔ یہ

یا تو چننے والے کی ناتجربہ کاری وناپختگی کا ثبوت ہے اور یا اس بات کا قرینہ ہے کہ کوتاہی وغفلت کے ساتھ یہ انتخاب عمل میں آیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) دین اسلام کے ایسے ستون ہیں جن کو اگر ڈھادیا جائے تو دین وملت کی عمارت ایک لمحہ کے لئے بھی کھڑی نہ رہ سکے بلکہ ساتھ ہی قصہ پارینہ ہو جائے۔ پھر جس طرح عام انسان اس قابل نہیں ہے کہ خداتعالیٰ سے براہ راست رابطہ استوار کر کے اس کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرے اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگی کی گاڑی روانہ کر کے اس کا تقرب حاصل کر سکے، بلکہ درمیان میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا واسطہ ضروری ہے، یوں ہی عام امت اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے درمیان اس مقدس جماعت کا واسطہ ناگزیر ہے اور ہم کسی بھی طرح اس بات کی اہلیت نہیں رکھتے کہ براہ راست حضور ﷺ سے خدائی تعلیمات اور اسلامی احکام وہدایات حاصل کر سکیں۔ نیز جس طرح خالق اور مخلوق کے درمیان کا واسطہ نہایت اہمیت، حسنِ اعتقاد، اور نظریاتی وعملی دونوں لحاظ سے نہایت وثوق واحترام کی حامل ومستحق ہے اور اس میں ذرہ بھر شک وتردد یا ناقدری وبے احترامی کی وجہ سے انسان دین اسلام کے سرحدات پار کر کے کفر کی تاریک گھاٹی میں داخل ہو جاتا ہے، یوں ہی رسول اللہ ﷺ اور عام امت کے درمیان کا واسطہ بھی اس جیسی اہمیت، احترام اور تقدّس کا متقاضی ہے۔ فرق اگر ہے تو یہی کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار یا ان کی توہین بذات خود کفر ہے جبکہ صحابہ کرام میں سے کسی کی صحبت (سوائے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا انکار یا اس کی توہین وتذلیل کرنا فی نفسہ کفر نہیں

ہے البتہ عموماً اس رویے کی یہی نحوست ہوتی ہے کہ انجام کار کفر گلے کا ہار بن جاتا ہے۔[1]

دورِ حاضر میں دیگر علامات قیامت کی طرح یہ نشانی بھی بر سرِ عام دیکھی جارہی ہے کہ جگہ جگہ مختلف پیرایوں میں امت کے سلف صالحین کی توہین کی جارہی ہے، آئے دن ان پر طعن وتشنیع کے تیر برسائے جارہے ہیں، اور حیرت وتعجب کی بات یہ ہے کہ دشنام درازی اور تنقید کا یہ نامبارک سلسلہ ایسے لوگوں کی طرف سے نہیں بڑھایا جارہاہے جو علم وعمل میں اس مقدس جماعت کے برابر یا ان کے قریب تر ہوں، بلکہ اعتقاد وکردار ہر سطح پر ان سے کمزور تر بلکہ کمزوری کی مجسم تصویروں کی جانب سے یہ سب کچھ کیا جارہاہے۔ علم وقلم کے فتنے بھی پھوٹتے ہوئے محسوس ہورہے ہیں۔

اس لئے خیال ہوا کہ اس مقدس جماعت کے بارے میں جمہور امت جن جن باتوں پر متفق ہے، ان کو یکجا کر دیا جائے، شاید کسی مسلمان کے حق میں یہ سطور مفید ثابت ہو جائیں اور کسی کو توفیق نصیب ہو جائے کہ اس مقدس جماعت کی حق تلفی کرکے اپنی دین وایمان کا سودا نہ کر بیٹھے۔ کسی عربی شاعر نے ایسے ہی موقع پر بڑے نکتے کی بات کہی تھی:

یا ناطح الجبل العالي ليكلمه ... أشفق على الرأس لا تشفق على الجبل

[1] اصطلاحی الفاظ میں اس کو یوں تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ پہلے قسم کی توہین یا انکار علت کفر ہے جبکہ دوسری قسم کا انکار وتوہین علامت کفر یا عادةً مفضی الی الکفر ہے۔

ترجمہ: "اے بلند وبالا پہاڑ کو زخمی کرنے کے لئے اسے ٹھکر مارنے والے۔۔۔پہاڑ پر نہیں اپنے سر پر رحم کرو"۔

ذیل میں ان ہی باتوں کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن القطان فاسی اپنی مفید کتاب "الاقناع" میں تحریر فرماتے ہیں:

أجمعوا على أن كل من صحب النبي صلى الله عليه وسلم - ولو ساعة - أو رآه - ولو مرة - مع إيمانه به وبما دعا إليه أفضل من التابعين بذلك. وأجمعوا على الكف عن ذكر الصحابة رضي الله عنهم إلا بخير ما يذكرون به. وأجمعوا أنهم أحق أن تنشر محاسنهم ويلتمس لأفعالهم أفضل المخارج، وأن ظن بهم أحسن الظن وأجمل المذاهب. وأجمعوا أن ما كان بينهم من الأمور الدنيوية لا يسقط حقوقهم. وأجمع المسلمون أنه لا يسبهم أو أحدًا منهم، ولا يطعن عليهم إلا فاسق. وأجمعوا على هجران من انتقصهم أو أبغضهم أو نالهم بما يكره، وعلى معاداته وإبعاده. وأجمعوا كلهم على القول بقوله تعالى: {والذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان}.[1]

ترجمہ: "تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسے آپ ﷺ کی معمولی صحبت نصیب ہوئی ہے یا ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کو ایک مرتبہ دیکھا ہے، وہ تمام تابعین سے افضل ہے اور بجز خیر کے ان کا تذکرہ نہ کرنے پر بھی اتفاق ہے اور اس بات پر بھی

---

[1] الإقناع في مسائل الإجماع، كتاب الإيمان، ج١ص٥٩.

اتفاق ہے کہ کہ ان کی اچھائی بیان کی جائے ان کے کاموں کو صحیح محمل پر حمل کریں، ان کے ساتھ حسن ظن رکھاجائے اور اچھارویہ رکھیں، ان کے درمیان جو دنیوی معاملات پیش آئے تھے ان کی وجہ سے ان کے حقوق ساقط نہیں ہوتے۔ مسلمانوں نے اجماع کیاہے کہ ان سب کو یاان میں سے کسی ایک کو گالی دیناجائز نہیں، اور ان پر صرف فاسق ہی طعن کر سکتاہے۔ اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ان کی تنقیص کرنے والے اور ان سے بغض رکھنے والے یا ان کو برائی سے یاد کرنے والوں کے ساتھ قطع تعلق ضروری ہے، اور ایسے آدمی کی دشمنی اور دور رہنے پر بھی اجماع ہے اور سب نے اللہ تعالی کے اس قول: {والذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان}.[1] پر عمل کرنے پر اجماع کیاہے"۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جماعت صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے متعلق درج ذیل باتوں پر (کم از کم) اہل حق کا اتفاق ہے:

۱: ہر صحابی، تابعین اور امت کے دیگر نیک افراد سے افضل ہے۔

۲: مدح وتعریف اور خیر وبھلائی کے بغیر حضرات صحابہ کرام کا تذکرہ جائز نہیں ہے، یعنی ان کی عیب جوئی، تنقید اور تنقیص جائز نہیں ہے۔

۳: اگر ان کا کوئی کردار یا گفتار قابل اشکال واعتراض بن سکتا ہو تو اس کو درست محمل پر حمل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

۴: ان کے درمیان جو دنیوی معاملات پیش آئیں، ان امور کی وجہ سے ان کے حقوق ختم نہیں ہوتے اور اس بنیاد پر ان کی حق تلفی جائز نہیں ہے۔

---

[1] الإقناع في مسائل الإجماع، كتاب الإيمان، ج۱ص۵۹.

۵:ان میں سے کسی ایک صحابی کی توہین وگستاخی بھی ناجائز، ممنوع اور موجب فسق ہے، جو شخص ایسی جسارت کرتا ہے وہ بالاتفاق فاسق ہے۔

٦:جو شخص ان کی توہین وگستاخی کرتا ہے، ان سے بغض وعداوت رکھتا ہے یا کسی اور صورت میں ان کی حق تلفی کرتا ہے، ایسے شخص کے ساتھ تعلق چھوڑنا، بغض رکھنا اور اس سے دور رہنا ضروری ہے۔

۷:ان کے لئے دعاء مغفرت کرلینی چاہئے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل باتیں بھی نصوص سے ثابت ہیں اور اہل حق کا ان پر اتفاق ہے:

۸: تمام صحابہ کرام یقیناً مؤمن اور جنتی ہیں، ان سے اگر گناہوں کا صدور ہوا بھی ہو، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا واضح اعلان بھی فرمایا ہے۔

۹:ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور وہ سب اپنے کریم رب سے راضی ہیں۔

۱۰: وہ کافروں کے حق میں سخت اور آپس میں نرم تھے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فضل کے طلب گار تھے۔ قرآن کریم میں ہے:

{وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ }

[الأنفال: ٧٤]

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مسلمان ہیں ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

{وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ } [التوبة: ١٠٠]

ترجمہ: اور جو لوگ قدیم میں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں اللہ ان سے راضی ہوئے اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

{ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ} [الفتح: ٢٩]

ترجمہ: اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے، یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے۔

۱۱: تمام صحابہ کرام تمام فضائل میں برابر نہ تھے بلکہ ان میں سے بعض دوسروں سے افضل بھی تھے۔ان میں سب سے افضل وہی چار خلفاء کرام ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی رحلت فرمانے کے بعد امت کی قیادت وسیادت کی بھاری بھر ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے کر احسن طریقے سے اس کی تکمیل فرمائی۔ پھر ان چاروں خلفاء کرام کے درمیان فضیلت کی ترتیب وہی ہے جو خلافت کی ہے یعنیٰ سب سے افضل حضرت صدیق اکبر، پھر حضرت فاروق اعظم،اس کے بعد حضرت عثمان غنی اور پھر چوتھے نمبر پر حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

۱۲: تمام صحابہ کرام نیک وعادل تھے، ان میں سے کسی کو فاسق وظالم کہنا حرام اورخود ظلم ہے۔علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعْلَم أَن الَّذِي أجمع عَلَيْهِ أهل السّنة وَالْجَمَاعَة أَنه يجب على كل أحد تَزْكِيَة جَمِيع الصَّحَابَة بِإِثْبَات الْعَدَالَة لَهُم والكف عَن الطعْن فيهم وَالثنَاء عيلهم ..فَإِذا شهد تَعَالَى فيهم بِأَنَّهُم خير الْأُمَم وَجب على كل أحد اعْتِقَاد ذَلِك وَالْإِيمَان بِهِ وَإِلَّا كَانَ مُكَذبا لله فِي إخْبَاره وَلَا شكّ أَن من ارتاب فِي حقية شَيْء مِمَّا أخبر الله أَو رَسُوله بِهِ كَانَ كَافِرًا بِإِجْمَاع الْمُسلمين.[1]

---

[1] الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة،الخاتمة فِي بَيَان اعْتِقَاد أهل السّـــنة وَالْجَمَاعَة فِي الصَّحَابَة رضوَان الله عَلَيْهِم،ج٢ص٦٠٣.

ترجمہ: "اہل سنۃ والجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہر مسلمان پر تمام صحابہ کا تزکیہ ،ان کے لئے عدالت ثابت کرنا اور ان پر طعن سے رکنا، اور خیر کے ساتھ ان کے ذکر کرنا واجب ہے۔ جب اللہ تعالی نے ان کے خیر الامم ہونے کی گواہی دی تو ہر ایک پر اس کا اعتقاد اور ایمان واجب ہے، ورنہ اللہ تعالی کے اس کے خبر کی تکذیب لازم ہو گی ،اور اس میں شک نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی باتوں میں شک کرے وہ باجماع مسلمین کافر ہے"۔

علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واعتقاد أهل السنّة تزكية جميع الصّحابة والثّناء عليهم كما أثنىٰ الله عليهم سبحانه وتعالىٰ عليهم إذ قال: كنتم خير أمّة أخرجتْ للنّاس.[1]

ترجمہ: "اہل سنۃ کا عقیدہ تمام صحابہ کا تزکیہ اور ان کے ذکر خیر کا ہے، جیسے کہ اللہ تعالی نے ان کا ذکر خیر فرمایا۔ باری تعالی کا ارشاد گرامی ہے: آپ بہترین امت ہو لوگوں کے نفع رسانی کے لئے نکالے گئے ہوں"۔

۱۳: ان میں سے کوئی ایک صحابی بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں تھا کہ عصمت انسانوں کی حد تک صرف حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی خصوصیت اور انہی کا امتیاری وصف ہے۔ البتہ وہ محفوظ تھے یعنیٰ ان سے عام طور پر گناہوں کا صدور نہ ہوتا تھا اور اگر کہیں کوئی گناہ صادر بھی ہوا ہے تو ایک طرف ان کو اپنی زندگی میں توبہ کی توفیق نصیب ہوئی ہے اور ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان

---

[1] المسائرة مع المسامرة،ص٢٥٩.

کے لئے مغفرت وجنت کا واضح اعلان بھی فرمایا ہے۔ بہر حال اگر اس مقدس جماعت میں سے کسی سے کہیں کوئی گناہ سرزد بھی ہوا ہے تو آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے وسیع فضل وکرم سے اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔

حضرات صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے متعلق اہل حق کا ان باتوں پر اتفاق ہے۔یادرہے کہ حضرات صحابہ کرام کا معاملہ نہایت نزاکت واہمیت کا حامل ہے، یہ حضرات دودھاری تلوار کے مانند ہیں کہ ایک طرف اگر ان کے ساتھ سچی عشق ومحبت، خیر وبھلائی کے ساتھ ان کا تذکرہ اور ان کی تابعداری دینی واخروی لحاظ سے فوز وفلاح کا بڑا اور اہم ذریعہ ہے تو دوسری طرف ان کے ساتھ بغض وعداوت، تنقید وتنقیص کے ساتھ ان کو یاد کرنااور ان سے اعراض وتنفر کرنا دنیا وآخرت، دونوں میں لعنت وہلاکت کا خطرناک سبب ہے جس کی وجہ سے لاکھوں افراد دین اسلام ہی کو سلام کرکے جہنم کے مستحق بن چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سچی دلی محبت نصیب فرمائیں اور ان کے عقائد واخلاق میں سے کچھ حصہ عطاء فرمائیں۔

بندہ عبید الرحمٰن۔

۲۸ محرم الحرام ۴۳ھ